اقلیتوں کا بدلتا ہوا کردار

[جناب بشیر مسیح کے کھلے خط سے مسیحی اقلیت کی سوچ بالکل عیاں ہے، پاکستان کی اکثریتی مسلم آبادی اپنے اقلیتی ہم وطنوں کے بارے میں کیا سوچتی ہے۔ جناب خلیل ملک کی مندرجہ ذیل تحریر سے اس کا ایک حد تک اندازہ ہوتا ہے۔ مدیر]

جہازوں کی دیکھ بھال کے معیار کے ناتے سے بھارتی فضائیہ بدترین فضائی افواج میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے روسی ساخت کے مگ طیاروں کو اس قدر حادثے پیش آتے ہیں کہ ان کے بھارتی ہوا باز انہیں اڑنے والے تابوت یا کفن کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں طویل مدت تک پاک فضائیہ دیکھ بھال کے معیار اور سیفٹی کے حوالے سے دنیا کی چند مستعد فضائی افواج میں شمار ہوتی رہی ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں پاک فضائیہ میں بھی حادثوں کا تناسب بڑھ گیا ہے۔ (تازہ ترین حادثہ چند روز پہلے پیش آیا جب چینی ساخت کا ایک طیارہ نہر میں گر گیا۔) اپنی فضائیہ میں حادثوں کا سلسلہ دراز ہوا تو میں نے ایک تحقیقی تحریر کے لیے اس موضوع پر پڑھنا شروع کیا اور بعض ماہرین سے بات بھی کی۔ پاک فضائیہ میں حادثے کیوں بڑھ گئے؟ یہ الگ موضوع ہے۔ آج یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ تحقیقی مطالعہ کے دوران مجھے پاک فضائیہ پر ایک ضخیم کتاب دیکھنے کا موقع ملا جو چھ سات سو صفحات پر مشتمل ہو گی۔ یہ ہماری فضائیہ کی تاریخ ہے۔ اس میں فضائیہ کے شہداء کی تصویریں اور دیگر تفصیلات ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ پاک فضائیہ کے عیسائی افسروں اور دوسرے رینک کے عیسائی نوجوانوں نے پاکستان پر ہنستے مسکراتے اپنی جانیں نچھاور کیں۔ ان کے جذبوں کی شدّت اور عظمت دیکھ کر اپنے جذبوں کی کمتری کا احساس ہوا۔

اگر میری معلومات میں کوئی بڑا سقم نہیں ہے تو بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ پاکستانی عیسائیوں کی حالتِ زار تبدیل کرنے کے لیے عوام اور حکومت نے کبھی کچھ نہیں کیا اور ان سے مسلمان معاشرے میں اچھوتوں سے ذرا ہی بہتر سلوک کیا گیا۔ [انہوں نے] پاکستان سے اپنی قابل رشک محبت کا ہمیشہ حق ادا کیا۔ کاش ہم نے اس محبت پر توجہ دی ہوتی اور اپنے دین سے جذبہ حاصل کرتے ہوئے مظلوم عیسائی طبقات کی بہتری کے لیے کچھ کیا ہوتا۔ آج ان عیسائیوں کا ایک عظیم حصہ بہتر انسانی زندگی بسر کر رہا ہوتا۔ بلاشبہ ہم جناب رسالت پناہ ﷺ کو بطور رحمت اللعالمین بھول گئے۔

عیسائی آبادی پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے امریکہ اور مغرب کی خفیہ ایجنسیوں اور غیر ملکی مسیحی مشنوں کو عیسائی عوام میں کام کرنے کا موقع ملا اور اب ہماری پینتالیس برس کی غفلت کے نتیجے میں

عیسائیوں میں بعض ایسے مفاد پرست عناصر پیدا ہو گئے ہیں جن کی پاکستانی مسلمانوں میں پہلے ہی کمی نہیں ہے اور جو بیرونی اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔

اس وقت جبکہ امریکہ اور دوسری مغربی طاقتوں کی طرف سے یہ منظم کوشش کی جا رہی ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں سے کوئی بھی مغربی طرز زندگی سے نہ ہٹے اور چیلنج کا باعث نہ ہو۔ ہمیں اس نکتے پر غور کرنا چاہیے کہ ہماری اقلیتوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کس نوعیت کے ہیں اور خود اقلیتوں کو بھی غور کرنا چاہیے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو کمزور کرنے کے لیے کہیں انہیں آلہ کار تو نہیں بنایا جا رہا ہے۔

ہمارے ہاں بنیادی طور پر تین اقلیتیں اہم ہیں۔ عیسائی ہیں جن کے پاکستان سے تعلق کا ذکر ہو چکا ہے، ہندو ہیں جو سندھ میں کچھ اثر رکھتے ہیں۔ قادیانی ہیں جن کے عقائد سواد اعظم کے دین کی روح سے اس طرح متصادم ہیں کہ ان سے تعمیری تعلق کی توقع رکھنا ناممکن ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ نواز شریف حکومت کو ہٹانے کی مہم کے دوران شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے پر اقلیتیں اچانک فعال ہو گئی تھیں اور بعض اقلیتیں تو کچھ زیادہ ہی فعال ہو گئی تھیں۔ اس بحث سے قطع نظر کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج صحیح ہے یا غلط۔ اقلیتوں کی اس ساری احتجاجی کارروائی کے دو مقاصد تھے۔ اولاً پاکستان کے اجتماعی نظام کو زیادہ سے زیادہ سیکولر بنیادوں پر قائم رکھنا۔ ثانیاً ایسی حکومت کو غیر مستحکم بنانا جو ذرا سا بھی اسلامی رنگ رکھتی ہے۔ اس وقت بعض دینی جماعتوں نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ برقرار رکھنے کے حق میں مظاہرے کیے تھے اور امریکہ سمیت بعض مغربی حلقوں کے سفارت کاروں نے اعلانیہ اقلیتوں کے موقف کی تائید کی تھی۔ اس طرح جو صف بندی ہوئی تھی اس میں امریکہ، مغربی ممالک، پیپلز پارٹی اور اقلیتیں ایک طرف تھیں جبکہ بعض مذہبی جماعتیں دوسری طرف تھیں۔

ہماری اقلیتیں کدھر جا رہی ہیں۔ اس کا تازہ ترین اشارہ قائد ایوان کے انتخاب کے دن اس وقت ملا جب دو اقلیتی اراکین نے اسلامی نظریہ پاکستان کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔

---(روزنامہ "نوائے وقت" - راولپنڈی، ۱۸ نومبر ۱۹۹۳ء)